رسولِ شاہد و مشہود

(۴)

(از جناب قاری بشیر الدین صاحب پنڈت۔ ایم۔ اے)

اسی طرح پادری فانڈر اپنی تفسیر انجیل مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء صفحہ ۳۰۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ انجیل یوحنا باب ۱۶ آیۃ ۱۳ میں جو پیشگوئی ہے کہ "میرے بعد سچائی کا روح آئے گا۔ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تم کو غیب کی خبریں دے گا" اس سے یقیناً محمدؐ اور ان کا قرآن مراد ہے کیوں کہ ہم عیسائی جو اس سے "روح القدس" مراد لیتے ہیں غلط ہے۔ اس لئے کہ روح القدس کو تو ہم خدا مانتے ہیں یا اس کا ایک جزو۔ تو پھر خدا سے کیونکر سنے گا۔ اسی طرح پادری طامس ولیم اپنی تفسیر انجیل صفحہ ۲۵ مطبوعہ لندن ۱۸۸۰ء میں تحریر کرتے ہیں کہ انجیل کی ساری پیشین گوئیاں محمدؐ پر صادق آتی ہیں۔ اور عیسائی جو اس سے مراد "روح القدس" لیتے ہیں تو یہ غلط ہے۔ اس کے بعد پادری صاحب نے غلطی کے اسباب بتائے ہیں۔

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی پیشین گوئی بزبان عبرانی میں آنحضورؐ کو عربی الفاظ احمدؐ سے یاد کیا ہے اور اپنے متبعین کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان کی پیروی کریں۔ قرآن عزیز نے اس کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے:

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ ترجمہ: (وہ وقت بھی قابل تذکرہ ہے) جب کہ عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو توراۃ آچکی ہے اس کی

تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام مبارک احمد ہوگا۔ میں اُن کی بشارت دینے والا ہوں (ملاحظہ ہو سورۂ صف آیت ۶)

پیشین گوئی کی مکمل عبارت جناب مسیح کی پیشین گوئی عید (فسیح) اور عید الفطر سے دو دن پہلے کی ہے کہ جب انھیں یقین ہوگیا کہ اُن کا وقت آگیا ہے اور ان کو گرفتار کرنے کی تیاریاں ہو چکی ہیں۔ جناب مسیح کی تبلیغی جدوجہد اور عوام میں بیداری کے آثار پیدا ہوتے دیکھ کر یہود کے سرداروں، فقیہوں، فریسیوں اور کاہنوں کو حسد پیدا ہوا اور انھیں اپنے لئے سخت خطرہ نظر آنے لگا۔ چنانچہ سازش کی گئی کہ بادشاہِ وقت کو مشتعل کر کے حضرت مسیح کو دار پر چڑھا دیا جائے۔ اس زمانہ میں یہود کا بادشاہ جو اپنے باپ دادا کی مملکت میں سے صرف ۱/۴ کا مالک تھا شاہنشاہِ رُوم کے زیر اثر اور باجگذار تھا۔ اس کا گورنر پلاطیس دراصل یہود کے بادشاہ کا افسر اعلیٰ تھا اور وہی دراصل یہود کی بچی کھچی مملکت کا بادشاہ تھا۔ یہ بت پرست تھا۔ سازشی یہود اس کے دربار میں پہنچے اور اسے ہر طرح سے بھڑکایا کہ یہ (مسیح) عوام کو شعبدے دکھا کر گرویدہ بنا رہا ہے اور اور ان کو بددین بنانے میں منہمک ہے، چاہتا ہے کہ قیصر روم کا اقتدار اپنے ہاتھ میں لے اس کی اس کی سرکوبی ضروری ہے۔ ابھی یہ فتنہ ابتدائی منزل میں ہے دبایا جاسکتا ہے ورنہ پھر بڑی مشکل کا سامنا ہوگا۔ پلاطیس نے اجازت دیدی۔ گرفتار کر کے قتل کر دینے کی سازش کا حال انجیل یوحنا میں درج ہے۔ (ملاحظہ ہو یوحنا باب ۱۱۔ آیات ۴۷ تا ۵۱)

یہ موقع بہت نازک تھا۔ وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو جمع کر کے بہت سی نصیحتیں کیں۔ اُن سے کہا "اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کروگے اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا۔ کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے ۔۔۔۔۔۔ میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس (یعنی احمد یا فارقلیط) جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد

دلائے گا۔۔۔۔۔۔۔اور اب میں نے تم سے اس کے (فارقلیط کے) ہونے سے پہلے کہدیا ہے (یعنی پیشین گوئی کردی ہے) تاکہ جب ہوجائے (احمدؐ مبعوث ہوں) تو تم یقین کرو۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیوں کہ دنیا کا سردار (احمد) آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں (یعنی دنیا جس نبی موعود کی ابتک منتظر چلی آتی ہے وہ میں نہیں ہوں بلکہ وہ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)" (یوحنا باب ۱۴ آیتہ ۱۹ - ۲۵، ۲۶ - ۳۰)

حواریوں کو تسلی دیتے ہوئے اس پیشین گوئی کی مزید وضاحت فرمائی "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (فارقلیط یا احمد) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔۔۔۔۔ جب وہ یعنی روحِ حق (احمد یا فارقلیط) آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھلائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا" (یوحنا باب ۱۶ - آیات ۷ - ۱۲ - ۱۴)

المختصر توریت و انجیل نیز دیگر صحائف انبیاء کرام کی یہ ہیں وہ تحریری شہادتیں آنحضورؐ کے متعلق جو روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ ان کو علماء یہود و نصاریٰ اچھی طرح جانتے تھے یہی وجہ ہے کہ اہلِ مکہ نے ایک مرتبہ جب یہودِ مدینہ کے پاس اپنے معتمدین کو یہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ کیا نبی آخرالزماں سید کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان کی کتابوں میں کوئی خبر ہے؟ اس کا جواب علماء یہود نے یہ دیا کہ یہی ان کا زمانہ ہے اور ان کی نعت و صفت توریت میں موجود ہے۔ علماء یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلامؓ، بن یامینؓ، ثعلبۃؓ، اسَد، اور اُسیدؓ جنھوں نے تعصب کو بالائے طاق رکھ کے توریت میں آنحضورؐ کے اوصاف پڑھے تھے ایمان لے آئے۔ اسی طرح بحیرہ راہب نے آپ کو حضرت ابوطالب کے ساتھ تجارتی سفر میں جب کہ سن شریف صرف ۱۲ سال کا تھا دیکھ کر پہچان لیا تھا اور ابوطالب کو ہدایت کی تھی کہ اس بچہ کو

یہود و نصاریٰ سے محفوظ رکھنا وہ اس کے دشمن ہیں پچیس برس کی عمر میں آپ بی بی خدیجہ کا مال تجارت لے کر شام گئے تو وہاں نسطورا راہب نے پیشینگوئیوں کے مطابق آپ میں علامتیں دیکھ کر پہچان لیا کہ فارقلیط جس کی خبر عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے یہی ہیں۔ اس سے بھی ۵ سال پیشتر بغرض تجارت آپ نے ملک شام کا سفر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی جو آپ سے عمر میں دو سال چھوٹے ہیں وہ بھی اس سفر میں ساتھ تھے۔ راستہ میں ایک منزل پر ٹھہرے وہاں ایک بیری کا درخت تھا۔ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے۔ قریب ہی ایک راہب رہتا تھا حضرت صدیق رضی اس کے پاس چلے گئے۔ راہب نے آپ سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں جو اس بیری کے سایہ میں جلوہ فرما ہیں۔ حضرت صدیق رضی نے بتایا کہ یہ محمد بن عبداللہ ہیں۔ راہب نے کہا خدا کی قسم یہ نبی ہیں (حالانکہ اعلان نبوت میں ابھی ۲۰ سال باقی تھے۔ اس بیری کے سایہ میں حضرت عیسیٰ کے بعد سے آج تک ان کے سوا اور کوئی نہیں بیٹھا۔ یہی نبی آخر الزماں ہیں۔ راہب کی یہ بات حضرت ابوبکر صدیق رضی کے دل میں اثر کر گئی اور نبوت کا یقین آپ کے دل میں جم گیا۔ ہر وقت سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہنے لگے جب ۲۰ سال گذرنے کے بعد آنحضور کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا تو مردوں میں سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے۔ (کنز الایمان ص ۲۴۹ و ص ۵۹۹)

گذشتہ صفحات میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے اس پر اگر آپ سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیں گے تو اس ناچیز کے معروضہ پر ہمنوائی کے لئے مجبور ہوں گے کہ انبیاء عالم میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس ایک ایسا کعبہ مقصود ہے جس کی نسبت دنیا کے ہر ایک عظیم الشان نبی نے بشارت دی ہے اور اپنی اپنی امتوں کو اس رحمۃ اللعالمین کے زیر سایہ جمع ہونے کی تلقین کی ہے۔ مذاہب عالم میں سینکڑوں اختلافات ہوا کریں لیکن جس امر پر وہ سب کے سب متفق ہیں وہ جناب حنوک (ادریس ع) کا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ

آنے والا خداوند ہے۔ وہ ایک عالمگیر طغیان بدی کے وقت حسب بشارت جناب نوحؑ نجات کا کشتیبان ہے۔ وہی حضرت موسیٰؑ کا مثیل، جناب داؤدؑ کا محبوب، حضرت سلیمانؑ کا محمدیم اور جناب مسیحؑ کا فارقلیط ہے۔ اس طرح سب مذاہب کا آخری محبوب اور کعبۂ مقصود ایک اور صرف ایک ہے اور وہ ہے ذاتِ گرامی سید الاولین والآخرین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

گو میری اور رقیب کی راہیں تھیں مختلف
لیکن ہم ایک منزلِ جاناں پہ جا ملے

انبیاءِ کرام میں سے کچھ شاہدینِ عظام کی پیشین گوئیاں سرکار دو عالم آنحضورؐ کے متعلق پیش کی جا چکی ہیں۔ توریت و انجیل میں سامی النسل پیغمبروں کا ذکر ہے۔ اب جو بشارتیں آپ ملاحظہ فرمائیں گے وہ آریائی نسل کے دشتور نیز رشیوں و منیوں کی ہیں۔ بشارتوں میں نہایت واضح اور کھلی ہوئی نشانیاں موجود ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں لیکن سامی النسل پیغمبروں کی طرح بشارت دینے والے ان آریائی نسل کے بزرگوں کا نام پاکر شاید آپ کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نبی و رسول تو ہر قوم میں اور دنیا کے ہر ملک میں آئے پھر آخر کیا وجہ ہے کہ قرآن عزیز نے ذکر صرف انھیں انبیاءِ کرام کا کیا جو آنحضورؐ کی جائے بعثت کے قریب اور چند مقامات میں ہوئے۔ دور دراز ممالک میں بھی تو قومیں آباد تھیں۔ کیا اللہ کو ان کی اصلاح کے لئے کسی نبی یا رسول کو بھیجنے کی ضرورت نہ تھی جب کہ تاریخ شاہد ہے کہ بت پرستی اور شرک میں ملوث ایرانی، جاپانی، چینی، ہندی وغیرہ بہت سی قومیں رہیں۔ اس شبہ کے ازالے کے لئے اس بنیادی حقیقت کو ملحوظ رکھئے کہ قرآن عزیز دوسری آسمانی کتابوں کے مقابلہ میں دو حیثیتوں سے منفرد ہے۔ ایک تو اس اعتبار سے کہ وہ آفاقی و عالمی صحیفۂ ہدایت ہے دنیا کے ہر ملک و اقلیم کے لئے اور ہر زمانہ کے لئے۔ دوسری اس کی شانِ انفرادی یہ ہے کہ اس کی مخاطب اوّل براہ راست

ملک عرب کی ایک قوم تھی جس کی ایک مخصوص ذہنیت، ثقافت و معاشرت اور فکری و وجدانی حالت تھی۔ اسی قوم کے ذریعہ صحیفۂ ہدایت کو عام کرنا تھا۔ اس لئے تخاطب میں اس کی فہم واستعداد کا لحاظ رکھنا ضروری تھا۔ اور ہوتا بھی یہی چاہیئے تھا اس لئے کہ حکیمانہ کلام وہ ہے جس کے علوم و معارف متکلم نہیں بلکہ مخاطب کے معیار اور اندازکے مطابق ہوں۔ قرآن حکیم سے بڑھ کر اس حکیمانہ اصول پر اور کون عمل کر سکتا تھا۔ چناں چہ قوم عرب کے مسلمات عقل و نقل کے بر خلاف اگر حکایات و امثال میں ذکر بھیم و ارجن یا رستم و اسفندیار یا روم و یونان کے مشاہیر کا کیا جاتا تو یہ سراسر خلاف حکمت و مصلحت ہوتا۔ یا اگر گردش ارض و آفتاب کے ضمن میں تذکرہ نیوٹن و آنسٹائن کے زمانہ کے نظریات و تحقیقات کا چھیڑ دیا جاتا یا تاریخ و جغرافیہ یا عام علوم و فنون کے سلسلہ میں کوئی بات ایسی پیش کی جاتی جو ان کی فہم و استعداد سے بالاتر ہوتی تو خواہ مخواہ منکرین توحید و رسالت اور آخرت کے لئے ایک اور وسیع میدان انکار و تکذیب کے لئے ہاتھ آجاتا اور ان کی اصلاح کبھی نہ ہو سکتی اس لئے قرآن عزیز نے انتہائی حکیمانہ طریقہ یہ اختیار کیا کہ اس نے ساری فروعی و ثانوی بحثوں کی تصریح تو یکبارگی مذاق عرب کے خلاف نہیں کی اور اہل عرب کے علمی، عقلی، فکری مزعومات کو ان کے حال پر چھوڑے رکھا لیکن اشارے ایسے برابر رکھے گئے اور کلام میں اتنی لچک پیدا کر دی کہ آنے والی نسلیں اپنے دور کے ماحول فکری کے مطابق کتاب الٰہی کی تعبیر و تشریح میں آزاد رہیں۔

بہر حال قرآن عزیز کی براہ راست مخاطب تھی قوم عرب۔ اس کے باہر کا ذکر اگر کہیں بہ تصریح نام چھڑ جاتا تو آخر یہ ختم کہاں پر ہوتا؟ کس ملک کا ذکر کیا جاتا اور کس کو چھوڑا جاتا۔ اگر ہندوستان کو لیا جاتا تو ایران کو کس قاعدہ سے ترک کیا جاتا؟ اگر چین کا نام آتا تو آخر جاپان نے کیا قصور کیا تھا؟ غرضیکہ اس طرح فہرست کو کرۂ ارض کے ایک ایک ملک اور ایک ایک صوبہ و ریاست تک دراز سے دراز تر کرنا پڑتا اس لئے ذکر صرف انھیں کا کیا گیا جس سے عرب مانوس تھے ان کی اصلاح کے لئے "وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ" یعنی کوئی قوم

ایسی نہیں کہ جس میں خدا کی طرف سے کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔"

یہ کہہ کر انھیں بتایا کہ تمہاری قوم منفرد نہیں ہے۔ دُنیا کی ہر قوم میں اللہ کے برگزیدہ بندے رشد و ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں خواہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوں یا اس سے بھی کم یا زائد اور مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۔ ان میں سے بعض نبیوں کا نام لے کر ان کا ذکر تمہیں سُنا دیا ہے اور بعض کا نام لے کر ذکر نہیں سنایا لیکن معلوم و غیر معلوم" ایمان تم کو سبھی پر لانا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۔ یعنی نبیوں میں سے کسی نبی کے درمیان فرق نہ کرو۔ سب کی تعظیم و تکریم کرنا تم پر فرض ہے۔ یہ بتا کر انھیں دعوتِ غور و فکر دی گئی کہ توریت و زبور و انجیل کتب مقدسہ کے علاوہ کہ جن سے تم واقف ہو دوسری اقوامِ عالم کے صحائف پر بھی غور کرو اگرچہ تم ان سے نامانوس ہو کچھ تو اس لئے کہ ان کی تاریخی حیثیت مبہم ہے اور کچھ اس لئے کہ براہ راست وہ تم سے متعلق نہیں لیکن ان میں بھی اللہ تبارکُ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اُن پیشین گوئیوں کو محفوظ رکھا ہے کہ جن میں آنحضورؐ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ آیئے ان آریائی کتب مقدسہ کی پیشین گوئیوں پر غور کریں:۔

پارسی مذہب کی کتابیں | زرتشتی مذہب جسے عوام پارسی مذہب کے نام سے جانتے ہیں ایران کا قدیم مذہب ہے اسی کو آتش پرست یا مجوسی دین بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی مذہبی کتب ژند و پہلوی زبان میں ہیں اور کچھ لٹریچر میخی خط میں بھی محفوظ ہے۔ پہلوی رسم الخط فارسی سے ملتا جلتا ہے لیکن ژندی و میخی دونوں خط اس سے مختلف ہیں۔ قدیم ایرانیوں کی مذہبی کتب میں دو دفتر اہم ہیں ایک دساتیر اور دوسرا ژند اوستا (کاوستا) ان کے بھی خورد و کلاں کے عنوان سے دو دو حصے ہیں۔ ان کتابوں کی صحیح تعداد اور زمانہ نزول کے متعلق اس قدر اختلافات ہیں کہ قطعیت کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ زرتشتی مذہب کے ہائی پریسٹ مانک نصروانجی پی۔ ایچ ڈی زراشٹرین تھیولاجی کے دیباچہ میں لکھتے ہیں: "زرتشت نے جس زبان میں اپنے

گیتوں کو ترتیب دیا وہ جلد ہی دنیا سے نابود ہو گئی۔ اس کے بعد اوستا کا رواج ہوا جو پارتھینس کے آخری دنوں تک جاری رہی۔ اس کے بعد پہلوی زبان اوستا پر غالب آگئی۔ پہلوی زبان کا دور آٹھ صدیوں تک قائم رہا۔ پس جیسے پارسی خود ایک تباہ شدہ قوم کے کھنڈرات ہیں اسی طرح ان کی مقدس کتابیں ایک برباد شدہ مذہب کے خرابے ہیں۔" (بحوالہ میثاق النبیین صفحہ ۲۹)

ایران کی مذہبی وسیاسی کیفیت قبل مسیح: توریت نیز بعض آثار قدیمہ کی روشنی میں اتنا پتہ چلتا ہے کہ جس زمانہ میں بخت نصر نے بیت المقدس کو خاکستر کرکے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنایا اسی زمانہ میں پارس کے اندر بھی سیاسی و مذہبی حالات کروٹ بدل رہے تھے۔ پچھلے صفحات میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ ۶۱۲ ق م نینوی کی آشوری حکومت پر زوال آیا اور بابل کا عروج ہوا۔ ۵۵۹ ق م میڈیا اور جنوبی پارس کی متحدہ حکومت بنی اور اس کے بادشاہ خورس نے بابل سے آزادی حاصل کی یہ سب کچھ بابل کے سفاک وظالم بادشاہ بخت نصر کے مرنے کے بعد ہوا۔ اس کے تخت کا مالک نابونی دس تسلیم کیا گیا اس نے حکومت کا تمام بار وزیر اعظم بیلشازار پر ڈالدیا جو بڑا عیاش اور ظالم تھا حضرت دانیال اس کے مشیر تھے انھوں نے بہت کچھ سمجھایا بجھایا آخر میں کنارہ کش ہو گئے۔ تورات کے بیان کے مطابق ایک مرتبہ بیلشازار نے اپنی ملکہ کے اکسانے پر حکم دیا کہ بیت المقدس سے لائے ہوئے مقدس ظروف میں شراب پلائی جائے۔ چنانچہ دوران جشن جب شراب کا دور چل رہا تھا ایک غیبی ہاتھ نمودار ہوا اور دیوار پر لکھ دیا۔" منے منے تقیل اوفرسین"۔ بحوالہ دانیال کا صحیفہ باب ۵ آیات ۵ تا ۲۵) نوشتہ کا مطلب یہ ہے کہ" خدا نے تیری مملکت کا حساب کیا اور اسے تمام کر ڈالا۔ تو ترازو میں تولا گیا اور کم نکلا۔ تیری حکومت پارہ پارہ ہوئی اور فارسیوں کو دیدی گئی۔ چناں چہ خورس میڈیا (ایشیائے کوچک) اور کرمان وغیرہ کی مہمات سے فارغ ہونے کے بعد بابل کا رخ کیا

اور وہاں کے گورنر گوب ریاس کی مدد سے شہر کو فتح کر لیا۔ بیلشازار مارا گیا۔

صحیفۂ عزرا باب ۶ آیات ۱ تا ۵ سے پتہ چلتا ہے کہ خورس ایران کے مروجہ مذہب کے خلاف توحید الٰہی کا داعی تھا۔ اس کے جانشین دارا اوّل نے اپنے زمانۂ حکومت میں ایک اہم تاریخی کام یہ کیا ہے کہ چٹانوں پر کتبے نقش کرا دیئے ہیں جو اس کے اور خورس کے عہد زریں کو روشنی میں لاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کتبہ شہر اصطخر میں دریافت ہوا ہے۔ یہ بہت مفصل کتبہ ہے اس میں دارا نے اپنی مملکت کے صوبوں کے نام تک گنا دیئے ہیں۔ اسی کتبہ میں دارا کے مذہبی عقیدہ کا ذکر ہے۔ اور وہ یہ ہے:

"خدائے برتر اہورموزدہ ہے۔ اسی نے زمین و آسمان بنائے۔ اسی نے انسان کی سعادت بنائی...... میں اہورموزدہ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے میرے خاندان کو اور ان تمام ملکوں کو محفوظ رکھے جو اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے دئے...... اے انسان! اہورموزدہ کا تیرے لئے حکم ہے کہ برائی کا دھیان نہ کر۔ صراطِ مستقیم کو نہ چھوڑ گناہ سے بچ"

اصطخر کے کتبہ سے زائد اہمیت "کتبہ بے ستون" کو حاصل ہے جس میں ایک مجوسی باغی "گوماتہ کو موگوش" کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہونیکو اہورموزدہ کے فضل کی جانب منسوب کیا ہے۔ ہیروڈوٹس نے بھی مجوسیوں کی بغاوت کا ذکر کیا ہے۔ خورس اور دارا کے مومن ہونے اور قدیم مذہب موگوش (موجوس) سے بیزاری کا ثبوت وہ تبلیغی اعلان ہے جو اس نے دانیال کے دشمنوں کے خلاف اس وقت شائع کیا جب کہ دشمنوں نے انھیں شیر ببر کے ڈال دیا تھا اور وہ معجزانہ طور پہ بچ گئے تھے۔ اعلان کے الفاظ پہ غور کیجئے " میں یہ حکم دیتا ہوں کہ میری مملکت کے ہر ایک صوبہ کے لوگ دانی ایل (دانیال) کے خدا کے آگے ترساں و لرزاں ہوں کیونکہ وہی زندہ خدا ہے جو ہمیشہ قائم ہے۔ اس کی سلطنت لازوال ہے...... اسی نے دانی ایل کو شیر کے پنجے سے چھڑایا" (دانیال کی کتاب باب

۹آیات ۲۵-۲۸)

ایران کا قدیم مذہب اور حضرت زرتشت (زردشت) وسط ایشیاء کے آرین قبائل کا مذہبی تخیل بنیادی طور پر مشترک رہا ہے۔ یہ سب مظاہر پرست تھے۔ سورج، چاند، آگ، ہوا، پانی وغیرہ ان کے دیوتا تھے۔ ایران اور ہندوستان کے عوام الناس کے تخیل میں بس اتنا فرق ہے کہ ہندی دیوتا خیر و شر دونوں کے مالک ہیں لیکن ایران میں خیر کا الگ اور شر کا الگ۔ اس مذہب کے معتقد مجوسی کہلاتے تھے۔ تقریباً ۵۵۰ ق۔م اور ۵۸۳ ق۔م کے درمیان قفقاز اور آزر بائیجان کے اس نواح میں جو وادی ارس کہلاتی ہے ایک ملہم من اللہ ہستی کا ظہور ہوا۔ یہ حضرت ابراہیم زردشت کی شخصیت تھی انھوں نے مجوسیوں کو دین الٰہی کی تعلیم دی۔ مورخین کا خیال ہے کہ وہ حضرت یرمیاہؑ اور حضرت دانیالؑ کے شاگرد تھے۔ ان پر نازل شدہ الہامی کتاب "کاؤستا" اگرچہ اب محرف ہو چکی ہے تاہم اس میں اب بھی ایسے مضامین ہیں جو "دین حق" کے مؤید ہیں اور الہامی کتب کی طرح اس میں بھی آنحضورؐ کے متعلق پیشینگوئیاں موجود ہیں۔ ژند اوستا کا پہلا حصہ وندیداد اور دوسرا یشت کہلاتا ہے۔

بہر حال توریت کے بیانات کو پیش نظر رکھ کر جو بیت المقدس کی از سر نو تعمیر سے متعلق ہیں نیز سنگی کتبات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ خورس، کیقباد، دارا اوّل کا مذہب مجوسی مذہب کے خلاف "دینِ حق" کا مذہب تھا۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ایران زردشت کی تعلیم کو زیادہ دیر تک قائم نہ رکھ سکا۔ سکندر مقدونی کے حملہ کے بعد یونان کے خارجی اثرات اور قدیم مجوسی مذہب کے داخلی اثرات نے زرتشتی (زردشتی) مذہب کو بگاڑ دیا۔ سکندر مقدونی کے حملہ سے اصطخر میں زرتشت کا مقدس صحیفہ اوستا (کاؤستا) آگ کے نذر ہوگیا پھر تقریباً ۵۰۰ سو سال کے بعد ساسانی حکومت کے بانی اردشیر بابکان نے "اوستا" کو از سر نو مرتب کرایا۔ مسلمانوں نے خیر القرون میں جب ایران کو فتح کیا تو وہاں کا مذہب مجوسی، زرتشتی اور یونانی مذاہب کا معجون مرکب تھا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو قصص القرآن جلد سوم مصنفہ

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی مرحوم)
پھر بھی اس میں کچھ ایسی ٹھوس حقیقتیں جو دین الٰہی کے سرچشمہ سے نکلی ہوتی ہیں۔
جنھیں دیکھ کر صحابہؓ کرام نے جب ایران کو فتح کیا تو ایرانیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو
اہلِ کتاب کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر کہ" ان کی مثال اس شخص کی
طرح ہے کہ جس نے آگ جلائی اور جب آگ نے اپنے ماحول کو روشن کردیا تو اللہ نے اس کے
نور کو سلب کرلیا اور اس کو سخت تاریکی میں نابینا چھوڑ دیا"۔ (سورۂ بقرہ: ۱۷) جب اسلام
کو پیش کیا تو انھوں نے اسے قبول کرلیا معاندین یہ سمجھے کہ ان میں اسلام بزورِ شمشیر
پھیلا جیمس ڈارمیسٹر نے ژند اوستا کے ترجمہ کی تمہید میں کیا خوب لکھا ہے۔

WHEN ISLAM ASSIMILATED THE ZOROASTRIANS TO THE PEOPLE OF THE BOOK IT EVINCED A RARE HISTORICAL SESE AND SOLVED THE HISTORICAL PROBLEM OF THE ORIGIN OF THE AVESTHA.

"یعنی جب اسلام نے زرتشتیوں کو اہل کتاب میں شامل کرلیا تو اس نے ایک بےنظیر
تاریخی نکتہ کو آشکارا کردیا اور اوستا کی حیثیت کے معمہ کو حل کردیا"۔ بحوالہ ارشاد الباقین ص۳۵)۔
معاندین اسلام نے جان بوجھ کر اس نکتہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

قابل غور نکتہ | بعض کوتہ اندیش طبائع جب دو مختلف مذہبی کتابوں کی تعلیم میں کچھ مطابقت
دیکھتے ہیں تو وہ غلطی سے یہ رائے قائم کرلیتے ہیں کہ بعد کی کتاب نے اپنے ماسبق صحیفہ
سے اس تعلیم کو نقل کرلیا ہے۔ وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ وہ خدا جس نے ایک نبی
کو شمع ہدایت دی (جس کو خود اس نبی نے اور اس کی قوم نے اپنے تک محدود رکھنے کی
کوشش کی) وہ اس صداقت کے نور کو دوسرے نبی پر بھی ظاہر کرسکتا ہے۔ وہ رب المشارق
والمغارب ہے اس کی روحانی روشنی اور تعلیم بھی کسی ملک اور قوم تک محدود نہیں بلکہ اختلاف
اوقاتِ زمانہ کے ساتھ ساتھ وہ روشنی بھی برابر چلتی رہی ہے مسلم قوم کے علاوہ ہر قوم

نے غلطی سے اپنا ایک مشرق قرار دے لیا ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ صرف اس پر آفتاب عالمتاب کی روشنی پھوٹی ہے حالانکہ ایک عقلمند انسان جسے زمین کی گولائی کا علم ہے وہ جانتا ہے کہ مشرق ایک نہیں ہے بلکہ زمین کے اوپر فضاء کا ہر نقطہ جہاں آفتاب نمایاں ہوتا ہے ایک قوم کے لئے مشرق ہے تو دوسری قوم کے لئے وہی مغرب ہے اس لیے اقتباسِ نور کے لئے اسلام کو کسی قوم و مذہب کی ضرورت نہیں پس قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ اگر قرآن پاک صحائف سابقہ کی تصدیق کرتا ہے تو وہ بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں لہذا کسی نے کسی سے کچھ نہیں لیا اور نہ اس کی ضرورت تھی اس لیے کہ بہرصورت ان سب کا معلم حقیقی تو صرف ایک اور ایک ہی عالم الغیب ہے۔ غرضیکہ قرآنِ پاک میں ہدایت کی جو روشنی ہے وہ کسی سے عاریۃً لی ہوئی نہیں ہے اور وہ جو کتب سابقہ کی تصدیق کرکے اقوام عالم کو ایک مرکز پر جمع ہونے کی دعوت دیتا ہے تو وہ صحیح ہے۔

زرتشتی مذہب سے مماثلت :۔ (بحوالہ المیثاق النبیین صـ۲۲ تا صـ۲۶)

زرتشتی مذہب کی تعلیم	اسلام کی تعلیم
(۱) زرتشت کا کہنا ہے کہ خدا ایک اور صرف ایک ہے (نامہ مشت وخشور دساتیر صـ۶ مطبوعہ بمبئی)	اللہ اَحَدٌ
(۲) " " " او ہمتا ندارد " " "	لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ
(۳) " " " ہیچ چیز با و نماند " " "	لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ
(۴) دساتیر میں ہے۔ ہستی دہ ہمہ روح و مادہ (دساتیر صـ۳)	خالق کل شئ ہر چیز کا وہ خالق ہے۔
(۵) " " " ہر چہ پنداری ازاں برتر است (" ۶۹)	وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى اس کی ہر صفت برتر و اعلیٰ ہے
(۶) " " " ناامید از مہربانی بخشندگی او مشوید (" ۳۳)	لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو
(۷) زرتشت نے فرمایا "من نزدیک تر ترا از توام" (" ۱۲۲)	نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔
(۸) ملائیکہ کے متعلق فرمایا "سروشاں بیشمار اند" (دساتیر صـ۹)	اسلامی عقیدہ بھی یہی ہے کہ ملائیکہ بیشمار ہیں
(۹) فرشتے کلام الٰہی پیغمبر کے دل پر نازل کرتے ہیں (" صـ۳۷)	" " " "

(۱۰) بہشت کے متعلق بتایا "بہشتیاں را تن از بخشش یزداں برتر باشد کہ نہ ریزد و کہنہ شود و نہ در گیرد و نہ آلائش در و فراز آید..... دراں خورم آباد جاوید پایند" (آیۃ ۱۳۱)

سورۂ واقعہ اور سورۂ نبا و کے بیان کے مطابق ہے

(۱۱) دوزخ کے بارے میں ہے "گنہگاراں در دوزخ باشند۔ بدخوئیہائے اود بیکر آتش سوزندہ و برف فشرندہ و مار کژدم آزار ندگان درنج آوراں شدہ آرائش دہند۔" (دساتیر صہ ۲۵)

سورۂ نبا میں دوزخ کے عذاب کا ذکر ہے۔ زرتشتی مذہب کے علاوہ کسی مذہب میں جہنمی عذاب کے سلسلہ میں برف کا ذکر نہیں۔ قرآن نے اس کی تصدیق کی۔

(۱۲) وحی الٰہی کی تین قسمیں بتائیں اول خواب دوم غنودگی اور سوم بیداری کی حالت (نامہ شت وخشور زرتشت۔ (آیۃ ۵ تا ۷)

تینوں حالتوں میں وحی کا نزول ہوتا ہے۔

(۱۳) پیغمبر کی دنیا کو کیوں ضرورت ہے اور اس کی شناخت کیا ہے۔ ضرورت اس لئے ہے کہ نظامِ عالم کی درستگی اللہ کے بتلائے ہوئے قانون کے ذریعہ ہو سکتی ہے اور وہ قانون پیغمبر کے ذریعہ ہی نافذ ہو سکتا ہے۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ وہ جو کچھ جانتا ہے دوسرے نہیں جانتے۔ وہ انسانی فطرت سے واقف ہوتا ہے۔ کسی جواب سے عاجز نہیں۔ وہ جو کر سکتا ہے دوسرے نہیں کر سکتے۔ (نامۂ لیشت وخشور آیات ۴۵ تا ۵۴)

(۱۴) تخلیقِ کائنات چھ ادوار میں بالترتیب ہوئی آسمان۔ پانی۔ زمین۔ نباتات۔ حیوانات۔ اور آخر میں انسان

قرآن کی ترتیب بھی یہی ہے

کو پیدا کیا۔

(۵) تمام نسل انسانی کے ماں باپ آدم (مشتیہ) اور حوّا (مشیانا) ہیں — تخلیق آدم و حوّا کا ذکر قرآن میں ہے۔

آنحضور نے زرتشتی مذہب کی کیا اصلاح کی؟! حضرت زرتشت کی نبی موعود کی پیشگوئیوں کے سلسلہ میں آپ پڑھیں گے کہ وہ موعود نبی زرتشتی مذہب کی اصلاح کرے گا اور شرک کو مٹائے گا۔ پچھلے صفحات میں بتایا جاچکا ہے کہ صحابۂ کرامؓ کو فتحِ ایران کے وقت جس مجوسی قوم سے واسطہ پڑا تھا وہ حضرت زرتشت کی تعلیم سے بہت دور ہٹ چکی تھی۔ اِس قوم کے اُس زمانہ میں مذہبی تصورات کو سمجھنے سے اصلاح کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۱) زرتشتی قوم میں بت پرستی کے بجائے مظاہر پرستی کا عقیدہ راسخ تھا۔ خدا دو تھے ایک خالقِ نور (آہورمَزدہ) اور دوسرا خالقِ ظلمات (اہرمن)۔ ہر اچھی چیز کا خالق یزداں (اہورمزدہ) اور ہر بُری چیز کا خالق اہرمن تھا۔ اسلام نے بتایا کہ دو خداؤں کا تصوّر غلط ہے۔ ہر شئے کا خالق اللہ اور صرف اللہ ہے اور وہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ہے جو چیز تمہیں بُری اور خوفناک معلوم ہوتی ہے اس کی تخلیق میں بھی سینکڑوں حکمتیں اور فوائد ہیں۔ تکوینی امور کو وہی بہتر سمجھتا ہے تم نہیں سمجھ سکتے۔ موت اگرچہ خوفناک معلوم ہوتی ہے مگر آئندہ ترقیات کا یہی دروازہ ہے اسی لئے اس آخری مصلح نے فرمایا "خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ" یعنی موت و حیات دونوں کو اسی نے پیدا کیا۔ دونوں کے خدا اگر الگ الگ ہوتے تو ان میں جنگ چھڑ جاتی اور نظامِ عالم درہم برہم ہو جاتا۔

(۲) مجوسیوں کے اس خیال کی بھی اصلاح کی کہ خدا کے وخشور و انبیاء کے متعلق یہ گمان کہ وہ فرائض نبوت کے بجالانے میں کوتاہی برتتے ہیں یا احکام خداوندی کی تعمیل سے انکار کرتے ہیں غلط ہے۔ یہ عقیدہ نہایت غیر معقول ہے۔ کیا خدا کو اس کا علم نہ تھا کہ

فلاں وخشور یا نبی رسالت کا اہل نہیں اور پھر وخشور تو بذات خود دوسروں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں اگر وہ خود ہی غلط ہوں تو دوسروں کی رہنمائی کس طرح کر سکتے ہیں۔ مجوسی زرتشت کو سب سے پہلا شارع نبی سمجھتے تھے اس لئے کہ نوحؑ کے بعد تم نے نبوت کی تبلیغ سے انکار کر دیا تھا۔ (وندادیداد فرگرد بحوالہ میثاق النبیین ص۲۰)

(۳) موجودہ سائنس کے دور میں یہ توہمات کس درجہ قابلِ اصلاح ہیں جن کی اصلاح کے لئے اب سے چودہ سو سال پہلے توجہ دلائی جا چکی ہے کہ لاش سے زمین، ہوا اور انسان ناپاک ہو جاتے ہیں۔ لاش میں جہنم کے داروغہ گھس آتے ہیں یا عورتیں اپنے مخصوص دنوں میں اسقدر ناپاک ہو جاتی ہیں کہ ان کو دور سے کرچھی کے ذریعہ پھینک کر کھانا دینا چاہیئے۔

(۴) اسی طرح کتے کی جان کو انسان سے زیادہ عزیز سمجھنا۔ قتلِ انسان کی سزا صرف ۹۰ درے اور کتے کو برا کھانا دینے کی سزا دو سو درے۔ عورت بچہ کی پیدائش کے بعد اگر پانی پی لے تو سزا دو سو درے۔ اگر انسان ناپاک ہونے کی حالت میں درخت یا پانی کو چھوئے تو اس کی سزا چار سو درے ہے اور مردہ کو جلانے یا دفن کرنے کی سزا ناقابل کفارہ اور ناقابلِ معافی۔ (ملاحظہ ہو وندیداد فرگرد ۴/۹۴، ۷/۲، ۹/۵، ۷/۴۴، ۸/۳۲،۳۲ اور ۵/۳۴،۴۴،۴۴ بحوالہ میثاق النبیین ص۲۹۔

(۵) زرتشتی دین میں مزدک نے عورتوں کے متعلق نہایت اخلاق سوز باتیں داخل کر دیں تھیں جس کی اصلاح اسلامی تعلیم سے متاثر ہو کر کی گئی۔

حضرت زرتشت کی پیشگوئیاں:- (۱) یہ بتایا جا چکا ہے کہ ژند اوستا (زند اوستا)، کا پہلا حصہ وندیداد اور دوسرا یشت ہے۔ فروردین یشت ۲۸ آیۃ ۱۲۹ میں ایک پیشگوئی بطور استعارہ درج ہے کہ "جناب زرتشت کی خفیہ اولاد محفوظ ہے جو ان کے بعد اس طرح ظاہر ہوگی کہ ایک عورت حوض کوثر میں نہائے گی ...... اس سے ایک موعود نبی -

"استوتریت (محمد) یا شادشنت" (رحمۃ للعالمین) پیدا ہوگا جو زرتشتی دین کی حفاظت کرے گا۔ بت پرستی مٹادے گا اور زرتشتیوں کی اصلاح کرے گا۔

اس پیشنگوئی میں زرتشتیوں کے نزدیک حوض کوثر سے مراد ایک جھیل ہے جو سیستان میں بتائی جاتی ہے جس میں کیخسرو (شاہ ایران) غسل کرتا ہوا گم ہوگیا۔ یہی چشمہ حیات ہے جہاں زرتشتیوں کے کیخسرو اور عام مسلمانوں کے خواجہ خضر ابتک بقید حیات ہیں اور بھٹکے ہوؤں کو راستہ بتاتے یا علم سکھاتے ہیں پیشینگوئی کی اصل عبارت پر قرآن عزیز کی روشنی میں غور کیجئے تو مفہوم بالکل واضح ہے کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ عبارت میں حوض کوثر سے مراد کوئی آبی یا مادی جھیل نہیں بلکہ روحانی پانی ہے یعنی وہ تعلیم جس میں ماء الحیات اور اعلیٰ درجہ کی صداقتیں جمع ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔ اور اس کو اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فرما کر دنیا کو بتلایا اور دنیا نے تسلیم کیا جس میں ڈاکٹر مسٹر مترجم ژند اوستا نے مذکورۂ بالا آیتہ کے سلسلہ میں لکھا ہے۔

"اس کا نام فاتح مہربان استوترینیہ (تعریف کیا گیا یعنی محمد) ہوگا۔ وہ شادشینت یعنی رحمت مجسم ہوگا کیونکہ وہ تمام جہان کے لئے رحمت ہوگا۔ وہ حاشر ہوگا اس لئے کہ کامل انسان اور روحانی انسان ہونے کی وجہ سے وہ تمام لوگوں کی ہلاکت کے برخلاف مبعوث ہوگا وہ مشرک (بت پرستوں) اور ایماندار لوگوں (زرتشتیوں کی بدیوں کی اصلاح کرے گا۔

باقی

ادارہ کے قواعد وضوابط کی کاپی اور سالانہ مطبوعات کی
فہرست طلب فرمایئے
منیجر ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی